www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ ولایت ٹائمز سرینگر

WILAYAT TIMES

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:07 ☆ تاریخ:17 اپریل تا 23 اپریل 2017ء بمطابق 20 رجب تا 26 رجب 1438ھ ☆ صفحات:8

کتاب عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکی حسینؑ رقم کرد دیگری زینب (س)

خانہ جنگی کی طرف بڑھتا ہوا کشمیر!

ازقلم:الطاف حسین ندوی (کشمیر)

کشمیر معصوم انسانوں کے خون سے لالہ زار خطے کا نام ہے جہاں جان ومال اور عزت و آبرو نہ صرف غیر محفوظ ہیں بلکہ بسااوقات ان کے ساتھ کھلواڑ کرنے کو بھی جائز تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں جوان ہی نہیں بچے، بوڑھے اور عورتیں تک قتل کئے جاتیں ہیں۔ یہ دنیا کا وہ خطہ ہے جہاں سڑکوں پر انسانوں کو کیمروں کے سامنے قتل کیا جاتا ہے اور ان کی آنکھیں چھین لی جاتی ہیں۔ یہاں نابالغ لڑکوں کو سنگبازی کے جرم میں "انتہائی مطلوب" قرار دیکر گرفتار کر کے انسانیت کش کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت جموں کے تپتی ہوئی سرزمین کے آگ اگلتے کنکریٹ جیلوں میں بند کیا جاتا ہے۔ یہاں پاپاٹو سے لیکر جے، آئی سیز اور تھانوں تک ہزاروں انسانوں کو ذلیل وخوار کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی ہے۔ یہاں سرکاری عسکری تنظیم "اخوان" کے ذریعے ہزاروں انسانوں کو ککہ پرے، پاپہ کشتواڑی، پپہ جن، نبہ آزاد اور سیٹھا گوجر جیسے ہزاروں سفاک قاتلوں کے ہاتھوں قتل کرا کے جمہوریت کا اصلی چہرہ دکھا کر بھارت کے اجتماعی ضمیر کو مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں کنن پوشہ پورہ سے لیکر پونچھ اور راجوری تک ہزاروں ماؤں کی عزتیں اس لئے لوٹی گئیں کہ ان کے مرد ایک ایسی تحریک سے ہمدردی رکھتے ہیں جو آزادی کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہاں دانشوروں، علماء، صحافیوں، وکلاء، ڈاکٹروں، ائمہ، تاجروں اور مزدوروں کو صرف اس لئے مارا گیا کہ وہ قاتلوں کے من مزاج کے برعکس سوچنے کا حوصلہ کرتے تھے۔

یہ جنگ سے پامال وہ وادی ہے جس کے حسن نے دنیا کے کروڑوں انسانوں کو چند اطمینان کی سانسیں عطا کیں مگر خود یہ اسی کے باسیوں کے لئے کسی جہنم سے کم نہیں ہے اس لئے کہ انہیں یہاں بسنے کے لئے اپنی شناخت کرانی پڑتی ہے۔ کریک ڈاؤنوں، چھاپوں اور محاصروں میں بیٹے کو والدین سے الگ کر کے تفتیش کی جاتی ہے اور بسااوقات ان میں کئی واپس برسہا برس بعد تب آئے جب ان کی کالی داڑھی مکمل سفید ہو چکی تھی اور بعض ابھی تک لاپتہ ہیں اور ان کے زندہ وارثین اپنوں کے تلاش میں دہائیاں گذر جانے کے بعد اپنے آپ میں گمشدہ نظر آتے ہیں۔ اس قوم کے بچوں کی زبان سے ابا امی، دادادادی اور بھائی بہن کے الفاظ کے برعکس اب کریک ڈاون، محاصرہ، چھاپہ، تلاشی، شناختی پریڈ، فائرنگ، بم، سرنگ، پیلیٹ، پاوا، ساونڈ شل، مارٹر، راکٹ اور گولی سنائی دیتے ہیں۔ اس کی مائیں جگر پاش صورتحال سے دوچار ہیں کہ کوئی بھروسہ نہیں اسکول گیا لعل واپس زندہ پہنچے گا بھی کہ نہیں!

اس قوم کو کبھی سکھ کا سانس نصیب نہیں ہوا! کبھی اس کو مغلوں، پٹھانوں، سکھوں اور ڈوگروں نے محکوم ومغلوب اور کبھی اس کو بھارت کے برہمن برادری نے پامال کردیا۔ گذشتہ ستر برس کی غلامی نے اس کو اس سطح تک پہنچادیا ہے کہ اب یہ حیران و پریشان یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ اس کو کب، کیسے اور کس طرح کرنا چاہیے اور تو اور بھارت کی برہمن برادری نے اس کو اس حد تک بگاڑ کا شکار کردیا ہے کہ یہ بسااوقات خود آپس میں الجھ کر جنگ وجدال پر اتر آتا ہے۔ آج ہی نہیں ہم کئی مرتبہ ایک دوسرے سے ہی الجھ گئے اور برہمن سامراج نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھا کر نہ صرف پوری ریاست کو اپنی لونڈی بنالیا بلکہ خصوصی پوزیشن کو بھی کھوکھلا کر کے صرف لیز اور اسٹیٹ سبجیکٹ والے آپشن کو باقی چھوڑا ہے۔ 1947ء سے لیکر اب تک ہم کو دلی نے ایک ایسے جھال میں پھنسا رکھا ہے کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے سے بھی ہم نہیں چوکے۔ 1990ء میں ہم نے جہاد اور آزادی کی ولولہ انگیز تحریک کو بھی اپنی انا اور تنظیمی بالادستی کے نذر کردیا۔ ہم نے خود ایک دوسرے کی گردنیں کاٹی اور اپنوں سے ہتھیار چھین کر دلی کی معاونت کی۔ ہم نے الحاق پاکستان یا خودمختار کشمیر کی جنگ ایک ایسے وقت میں چھیڑی جب دلی کچھ سننے کو تیار تھی پھر جب الحاق والوں کو غلبہ حاصل ہوا تو دلی نے ہمارے اندر سے اخوان کو جنم دیکر حزب المجاہدین اور جماعت اسلامی کا قتل عام کرا کے میدان اپنے لئے ہموار کردیا حتی کہ بعض جہادی تنظیموں نے حزب سے اخوان کی آڑ میں حساب چکادیا۔ گویا پھر ایک بار ہم ہی قتل ہوئے اور ہمارے ہی خون سے کشمیر لالہ زار ہوا مگر اس دفعہ یہ کام کسی غیر ریاستی باشندے یا تنظیم نے نہیں بلکہ خود کشمیریوں نے انجام دیا اور کئی سال گذر جانے کے بعد ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا، یہ کرنا چاہیے تھا۔

1990ء سے لیکر 2017ء تک ہم نے بار بار پرانی غلطیاں نئے انداز میں دہرا کر آپ اپنی بربادی کا سامان پیدا کیا اور آج ہم دوبارہ ایک دوسرے سے الجھ کر آپ اپنی تباہی کا آغاز کرنے جا رہے ہیں اور وہ ہے کشمیر کی نوجوان پود کا کشمیر پولیس کے تئیں شدت کے ساتھ بڑھتی ہوئی نفرت۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا آغاز کب کیسے اور کیوں ہوا؟ میں سمجھتا ہوں ہمیں نوے کے عشرے کو یاد کرنا چاہیے جب کشمیر پولیس قدم قدم پر اپنی قوم کے ساتھ کھڑی تھی حتی کہ ایک موقعہ پر پولیس نے اعلانِ بغاوت کرتے ہوئے دلی پر لرزہ طاری کردیا۔ حق یہ ہے کہ دلی کے پالیسی ساز اداروں نے اعلانا اور میڈیا کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے "کونٹر انسر جنسی" کا وہی فارمولہ کشمیر میں اپنایا جو اس نے اپنی بیشتر ریاستوں میں اپنا کر کامیابی حاصل کی تھی کہ کشمیری کو کشمیری کے خلاف کھڑا کردیا جائے۔ اور دو مہینہ قبل اس بات کا انکشاف ہوا کہ ڈوول ڈاکٹرائین کے تحت اب مرکزی وزارت داخلہ کشمیر میں اخوان اور "ایس، او، جی" کو دوبارہ کھڑا کر کے اس پروگرام کے حوالے سے سنجیدہ ہے تو دوسری جانب حالات اس رُخ پر پہلے سے اس سطح تک پہنچ چکے ہیں کہ بس پیٹرول کو ایک کمزور شعلے کی ہی ضرورت ہے کہ یہ آگ پھر سے بھڑک اٹھے گی اور ہم پھر خاک وخون میں فنا ہو کر بھسم ہو جائیں گے۔

کشمیر پولیس کے اندر بھی بعض "افسران" پر حملے کے بعد بے چینی اور اضطراب بڑھتا جا رہا کہ آخر وہ اسی سماج کا حصہ ہیں انہیں یہی مرنا ہے اور انہوں نے یہی جنم لیا ہے۔ مگر سوال پیدا ہوتا کہ کیا کشمیر پولیس ایک صحت مند باشمیر فورس کی طرح آپ اپنا محاسبہ کرنے کی ہمت کرے گی؟ کیا وہ آپ اپنا چہرہ آئینے میں دیکھ کر دوسروں کو کوسنے اور تنقید کا نشانہ بنانے سے پہلے اپنا احتساب کرنا گوارا کرے گی؟ کبھی نہیں۔۔۔اس لئے کہ قادر گاندربلی سے لیکر 2017ء تک اس نے کبھی بھی کشمیری قوم کو یہ کامیاب تاثر دینے کی کوشش نہیں کی کہ آپ ہمارے ہو۔ 1990ء لیکر 2017ء تک جب بھی کشمیر کا بوڑھا یا نوجوان تھانے پر کسی بھی مسئلے کو لیکر گیا واپسی پر اس نے دوبارہ تھانے کا رخ نہ کرنے کی قسم کھالی آخر کیوں؟ عسکریت اور تحریک کو چند لمحات کے لئے ایک طرف رکھ کر کیا ہم بحیثیت قوم یہ پوچھنے کا حق نہیں رکھتے ہیں کہ کشمیر پولیس اگر ایک قومی ادارہ ہے تو اس کو مین اسٹریم نے ہمیشہ اپنے مخالفین کے لئے استعمال کیوں کیا؟ بقول سید علی شاہ گیلانی کیا اس فورس کو نیشنل کانفرنس نے اپنی عسکری ونگ کے طور پر اپنے دور اقتدار میں استعمال نہیں کیا؟ مسلم متحدہ محاذ کو ہرانے اور ممبران کو جیلوں میں ٹھونسنے کے لئے کشمیر پولیس استعمال نہیں ہوئی؟ آخر پبلک سیفٹی ایکٹ کے بے مہابا استعمال کا سہرا کس کے سر باندھا جائے؟ عرصہ دراز تک کشمیری قوم یہ سمجھتی رہی کہ کشمیر پولیس اور ایس او جی دو الگ الگ فورسز ہیں وہ باریک سا فرق کیوں ختم ہوا؟ ایس، او، جی نے جے آئی سیز سے لیکر اپنے مخصوص کیمپوں تک سب "بے گناہوں اور با گناہوں" کو جس طرح خوار کیا اس پر کشمیر پولیس کس کس کو مطمئن کر پائے گی حتی کہ اب ریاست کے مقبول ترین سیاسی رہنما سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق اور محمد یاسین ملک تک عرصہ دراز سے جموں و کشمیر کو ایک پولیس اسٹیٹ قرار دے رہے ہیں اور یہ الزام نہیں بلکہ وہ سچائی ہے جس سے وہ انکار نہیں کر سکتے ہیں اس لئے کہ کشمیر پولیس کے نامی افسروں نے اپنے دور میں اسٹارز اور ترقی کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کیا جس کی جرات کبھی بھی فوج کو نہیں ہوئی۔ جو پولیس افسران گذشتہ اٹھائیس برس میں بڑے بڑے پوسٹوں سے ریٹائر ہوئے ہیں کیا ان کو پوری شہرت صرف قتل وغارت گری اور تشدد کے طفیل حاصل نہیں ہوئی ہے؟

کشمیر پولیس افسران کے گھروں پر حملوں کے بعد اس بات کا اندیشہ جنم لے چکا ہے کہ کہیں یہ صورتحال گمبھیر رُخ اختیار نہ کر کے "سول وار یا خانہ جنگی" جیسی صورتحال کو جنم دینے کا باعث نہ بنے اس لئے کہ کشمیر پولیس کا ماضی اور حال نہ صرف یہ کہ حکومتوں کے لئے آلہ کاروں کے طور پر کام کرتا رہا بلکہ اس نے حکمرانوں کے اشاروں پر ہمیشہ ان کے مخالفین کو نشانہ بنایا ہے۔ نام ظاہر نہ کرنے کے شرط پر افسران کا کہنا ہے کہ ہم خود ایک طرح سے بے بس ہیں نہ نوکری چھوڑنے کی پوزیشن میں ہیں اور نا ہی حکام بالا کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کا "فورس" میں کوئی آپشن موجود ہوتا ہے ایسے میں ہم کریں تو کیا کریں؟ بلکہ عام سپاہی کی پوزیشن اور بھی قابل رحم ہوتی ہے۔ پولیس میں کشمیری مسلمانوں کی تعداد اتنی کم نہیں ہے کہ ان کے مسائل کو سطحی طور پر نظرانداز کردیا جائے اگر معاملات اسی طرح آگے بڑھتے رہے تو مستقبل میں نہ صرف یہ کہ عسکریت پسندوں اور پولیس کے درمیان تناؤ اور اختلافات بڑھتے رہیں گے بلکہ اس کے تباہ کن اثرات کشمیر کے سماج پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں ان حالات کا مشاہدہ ہم نے 2016ء میں اس وقت بھی اچھی طرح کیا ہے جب عوامی سیلاب میں عسکری نوجوانوں کے ساتھ بعض آزادی پسند لیڈران نے پولیس کو نوکری چھوڑنے کا مشورہ دیا حتی کہ بعض مقامات پر بعض مقررین نے اساتذہ اور ڈاکٹروں تک کو اجتماعی استعفوں کا مطالبہ کرتے ہوئے سراسیمگی پیدا کردی۔

ذرا سی بات کا ہے کہ اگر حالات مستقبل میں کبھی بھی 2016ء کی طرح خراب ہو گئے تو پولیس کے لئے اور زیادہ مشکلات پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے کہ اس وقت سماجی سطح پر جو غصہ پولیس کے خلاف پیدا ہو چکا ہے وہ کم ہونے کے بجائے مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ پولیس کے افسران بالا میں بہت سارے غیر ریاستی ہیں انہیں نہ ہی مقامی حالات کا اندازہ ہے اور نہ ہی وہ کشمیری افسر یا عام سپاہی کے گمبھیر مسائل سے واقف ہیں۔ دلی والوں کی خودغرضی کا عالم یہ ہے کہ انہیں "کشمیری بکروں" سے زیادہ کسی بھی بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے انھوں نے کشمیری پولیس کو کشمیری عسکریت پسند کے سامنے کھڑا کر کے گویا بھارت کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے انہیں یہاں رواں تحریک کو دبانے کے سوا کسی بھی اشو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کی عقل، ذہانت، سیاست، تعلیم صحت، میڈیا اور وزارت داخلہ سے لیکر خارجہ تک صرف اور صرف "کشمیر کے اٹوٹ انگ" کے فارمولے کے ارد گرد ہی گھومتی نظر آتی ہے۔ ایسے میں گھوم پھیر کے "مسئلہ" کشمیریوں ہی کی طرف پلٹ کر واپس آتا ہے۔ کشمیریوں کے بیچ پہلے سے موجود شدید اختلافات میں خلیج اتنی زیادہ پیدا ہو چکی ہے کہ اس کو بیانات اور مضامین سے پاٹا نہیں جاسکتا ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ جانبین اس مسئلے کے نتائج پر گہرے غور وفکر کے بعد ممکنہ طور پر ایک ایسی فضا پیدا کریں جن میں دشمنی کا موجودہ درجہ حرارت ختم نہ صحیح بلکہ کم ہو جائے ورنہ وہ دن دور نہیں ہے جب کشمیر میں یہ صورت حال قتل عام کے لئے میدان ہموار کردے گی۔

میں ذاتی طور پر جغرافیائی تنگنائیوں کا قائل نہیں ہوں مگر سچائی یہ ہے کہ انکار کے باوجود پوری دنیا لفظی کی حد تک میرے ساتھ کھڑی تو ہے پر گلوبلائزیشن کے تمام تر دعووں کے برعکس وہ سرحدوں، ملکوں، ریاستوں، صوبوں اور اپنے اپنے علاقوں میں مقید ہے اور ہر ایک پہلے اپنی ذات، اپنے وطن اور ملک کا مفاد مقدم رکھتا ہے حتی کہ وہ امت مسلمہ بھی جس کو "الارض للہ والحکم للہ" کی تعلیم دی گئی تھی ٹکڑوں میں بٹ کر اپنے وطن کو اپنی کائنات قرار دیکر قناعت کی چادر اوڑھے شاکر نظر آتی ہے۔ مقامی پولیس کو بھی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح مہاراشٹری، کرناٹکی، ہریانوی، پنجابی اور ہماچلی اپنی ریاست کے مفاد کو عزیز اور مقدم رکھتا ہے کشمیر پولیس کا آفیسر اور سپاہی کیوں نہیں؟ کیا مرکز کی خوشنودی کے لئے ہم ہر صورت میں اپنی ہی قوم کی قربان کردیں گے؟ قربان کرتے کرتے اب ستر برس گزر چکے مگر "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم" کے مصداق کشمیری ہر دربار میں بے بھروسہ ہی ثابت ہوا۔ "کام لو اور پھینکو" کی ایک نہیں ہزاروں مثالیں ہمارے گرد وپیش میں ہمارا منہ چڑا رہی ہیں، مگر ہم ہیں کہ کبھی بھی حالات وواقعات سے نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں۔ آخر ہم نے ہی اپنے وطن، قوم اور ملت کو ذلیل اور حقیر کرنے کا ٹھیکہ کیوں لیا ہے آخر ہم نے، یہی جنم لیا ہے یہی پلے بڑے اور یہی دفن ہونا ہے اور اسی سرزمین سے دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے کئے کرائے کا جواب دینا ہے تو ہمارے ہاں وطن پہلی ترجیح کیوں نہیں ہے؟ آخر اس سرزمین کا بھی ہمارے اوپر حق ہے اور اس مظلوم قوم کو بھی ہم سے امیدیں وابستہ ہیں جب آج آپ اور میں اس کے لئے اور آنے والی نسلوں کی فلاح و بہبود کے لئے غور وفکر سے کام نہیں لیں گے تو کیا یہ کام بھی دلی اور اسلام آباد، نیویارک یا لندن کے باسی انجام دیں گے نہیں اور یقیناً نہیں تو آخر کب؟ کیا تب؟ جب سر سے پانی گزر کر پوری قوم ڈوب جائے گی! یا تب جب ہماری لاشیں اٹھانے والا روتا بلکتا آپ کا اور میرا بیٹا ہماری عقل ودانش پر ماتم کرتے ہوئے ہمارے لئے بددعا کرے گا۔ آخر ہم ہر کام آنے والی نسلوں کے لئے ایک ناسور کی طرح کیوں ترکے میں چھوڑ رہے ہیں؟ ہم اپنی ذمہ داریوں سے کیوں بھاگتے ہیں؟ ذمہ داریوں سے بھاگنا نکمے لوگوں کا کام ہوتا ہے بہادر، غیور اور عقل و دانش والی قوم کا نہیں۔ ہمیں اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم نہ نکمے ہیں نا ہی ذمہ داریوں سے بھاگنے والی قوم۔ لہٰذا ابھی وقت ہے کہ قوم کا استاد، عالم، وکیل ڈاکٹر، صحافی، قلمکار، تاجر، مزدور، سیاستدان، لیڈر، بیوروکریٹ اور پولیس آفیسر آپ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے قوم کی ڈوبتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچانے کے لئے مثبت انداز میں سوچنے اور کام کرنے کا آغاز کرے ایسا نا ہو کہ دیر ہو جائے اور سول وار کی جانب تیزی کے ساتھ بڑھتے حالات کے نتیجے میں قتل عام کا دروازہ کھل جائے۔ (بشکریہ Bitter Truth)

ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے پارلیمانی انتخابات میں بازی مار لی

ریاست میں گورنر راج نافذ اور تنازعہ کشمیر کے حل کیلئے بات چیت شروع کرنے کا مطالبہ

سرینگر/"پارلیمانی انتخابات میں جیت کی ہیٹ ٹرک مکمل" کرتے ہوئے ضمنی چناؤ میں سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے قریبی مدمقابل پی ڈی پی کے اُمیدوار نذیر احمد خان کو زائد از 10 ہزار ووٹوں سے پچھاڑ دیا جبکہ باقی 7 اُمیدوار نوٹا کے حاصل کردہ ووٹوں سے بھی پیچھے رہے۔ اُدھر 3 مرتبہ کے سابق وزیر اعلیٰ اور نیشنل کانفرنس کے صدر ڈاکٹر فاروق نے لگ بھگ 3 سال بعد کسی الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے کے فوراًبعد صدر ہند سے جموں وکشمیر میں گورنر راج نافذ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کرنے کیلئے ہندوپاک اور کشمیری مزاحمتی قیادت سمیت بھی متعلقین کیساتھ بات چیت کا سلسلہ شروع کریں گے۔ جیت کے بعد مستعفی ہونے کی افواہوں کو ذکارتے ہوئے ڈاکٹر فاروق نے کہا میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ میں ایسا کرنے والوں ہوں۔ کشمیر نیوز سروس کے مطابق 9 اپریل کو بائیکاٹ کال کے سائے اور 8 عام شہریوں کی ہلاکت کے بیچ ہوئے سرینگر پارلیمانی نشست کیلئے ہوئی پولنگ اور 13 اپریل کو 38 پولنگ مراکز پر ہوئی دوبارہ پولنگ کا نتیجہ سنیچر وار کو بعد دوپہر سامنے آ گیا۔ سنیچر کی صبح ایس کے آئی سی سی میں ضمنی پارلیمانی چناؤ کے تحت ڈالے گئے 7 اعشاریہ 2 فیصد یعنی ایک لاکھ سے بھی کم ووٹوں کی گنتی کا عمل شروع کیا گیا۔ تین اضلاع پر مشتمل سرینگر پارلیمانی سیٹ کیلئے ڈالے گئے ووٹوں کی گنتی کا عمل ڈیڑھ درجن سے زیادہ مراحل یا راؤنڈوں پر محیط تھا۔ 1980 اور 2009 میں اس نشست پر کامیابی حاصل کر چکے تین مرتبہ کے سابق وزیر اعلیٰ اور سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے ووٹ شماری کے پہلے راؤنڈ سے ہی اپنے قریبی مدمقابل پی ڈی پی اُمیدوار نذیر احمد خان پر برتری حاصل کرنا شروع کیا، اور یہ سلسلہ آخری راؤنڈ تک جاری رہا۔ ایس کے آئی سی سی میں موجود کے این ایس نمائندے کے مطابق گرچہ یہاں کوئی خاص گہما گہمی نہیں تھی لیکن اسبات پر لوگوں کی توجہ ضرور مرکوز تھی کہ اس مرتبہ کون سرینگر پارلیمانی نشست پر جیت درج کرے گا۔ ایک کے بعد ایک راؤنڈ کے تحت ووٹوں کی گنتی ہوتی رہی اور ڈاکٹر فاروق کی حاصل کردہ برتری میں کبھی اضافہ تو کبھی تھوڑی کمی آتی رہی تاہم کسی بھی مرحلے یا کسی بھی ایک راؤنڈ میں نذیر خان کو برتری حاصل نہیں ہوسکی۔ ووٹ شماری کے آخری کچھ راؤنڈوں کے دوران لگا کہ شاید نذیر احمد خان اپنے مدمقابل کی برتری کو کم کرتے ہوئے آگے نکلیں گے لیکن ایسا نہیں ہو سکا بلکہ آخری کچھ راؤنڈوں میں معمولی اتار چڑھاؤ ہی دیکھنے کو ملا۔ کشمیر نیوز سروس نمائندے کے مطابق بالآخر 16 اور 17 ویں راؤنڈ کی ووٹ شماری کے دوران بھی جب ڈاکٹر فاروق کی برتری نہ صرف قائم رہی بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا چلا گیا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ تین مرتبہ کے سابق وزیر اعلیٰ اور دو مرتبہ کے سابق ممبر پارلیمنٹ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کی سرینگر پارلیمانی نشست پر کامیابی کی ہیٹ ٹرک یقینی ہے۔ گرچہ ووٹوں کی زیادہ بہت زیادہ نہیں بلکہ کل ووٹوں یعنی 12 لاکھ 61 ہزار 397 میں سے صرف 7 اعشاریہ 2 فیصد یعنی ایک لاکھ سے بھی کم ووٹوں 89 ہزار 865 کی گنتی کرنا تھی لیکن ایک ایک ووٹ بڑی باریک بینی کیساتھ شمار کیا گیا، جن میں مہاجر پنڈتوں کی جانب سے جموں، اودھم پور اور نئی دہلی میں قائم کردہ پولنگ مراکز پر ڈالے گئے 974 ووٹ بھی شامل تھے۔ خیال رہے ضمنی چناؤ کے پہلے مرحلے میں سرینگر لوک سبھا نشست کیلئے 9 اپریل کو ہوئی پولنگ کے اختتام پر ریاست کے چیف الیکٹورل آفیسر شانت مانو کا نامہ نگاروں کے سامنے کہنا تھا کہ لگ بھگ 72 ہزار مائیگرنٹ ووٹروں میں سے صرف 971 نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا جبکہ کل ملا کر اس نشست کیلئے 6 اعشاریہ 5 فیصد ووٹنگ ہوئی۔ کے این ایس کے مطابق 15 اپریل بروز سنیچر وار کو جب سری نگر پارلیمانی حلقہ کیلئے ڈالے گئے کل تقریباً 90 ہزار ووٹوں کی گنتی شروع ہوئی تو مختلف مراحل میں کی گئی ووٹ شماری کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ مائیگرنٹ یا مہاجر پنڈتوں نے بھی الیکشن بائیکاٹ کا دانستہ یا غیر دانستہ طور ساتھ دیا ہے کیونکہ مشینوں سے مہاجر پنڈتوں کے کل 974 ووٹ ہی نکلے جو کہ ان کے کل ووٹوں مہاجر ووٹوں کی صرف 1.38 فیصد کے لگ بھگ شرح بنتی ہے۔ کے این ایس کے مطابق ووٹ شماری کے بھی راؤنڈ مکمل ہونے کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ نیشنل کانفرنس کے صدر ڈاکٹر فاروق نے کل 48 ہزار 557 ووٹ حاصل کئے ہیں جبکہ اُنکے قریبی مدمقابل پی ڈی پی کے نامزد اُمیدوار نذیر احمد خان کو کل 37 ہزار 779 ووٹ ملے ہیں۔ اس طرح سے ڈاکٹر فاروق کو نذیر احمد خان کے مقابلے میں 10 ہزار 775 ووٹوں کے فرق سے کامیاب قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ باقی 7 اُمیداروں کی ضمانت تو ضبط ہوگئی لیکن اسکے ساتھ ساتھ وہ بھی نوٹا کے تحت ڈالے گئے کل ووٹوں سے بھی پیچھے رہے۔ ادھر نیشنل کانفرنس کے صدر ڈاکٹر فاروق نے لگ بھگ 3 سال بعد کسی الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے کے فوراًبعد صدر ہند سے جموں وکشمیر میں گورنر راج نافذ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کرنے کیلئے ہندوپاک اور کشمیری مزاحمتی قیادت سمیت بھی متعلقین کیساتھ بات چیت کا سلسلہ شروع کریں گے۔ جیت کے بعد مستعفی ہونے کی افواہوں کو ذکارتے ہوئے ڈاکٹر فاروق نے کہا میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ میں ایسا کرنے والوں ہوں۔ پارٹی ہیڈ کوارٹر نوائے صبح کمپلیکس واقع نیوز یرو برج سرینگر میں نامہ نگاروں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر فاروق نے جیت کے ماحول میں کہا کہ جن لوگوں نے اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈالکر مجھے ووٹ دیا میں اُنکا مشکور ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مخلوط سرکار ضمنی چناؤ کیلئے سازگار ماحول بنانے اور معقول سیکورٹی اقدامات اُٹھانے میں ناکام رہی۔ ڈاکٹر فاروق نے کہا کہ اب مخلوط سرکار کو بر اسراقتدار رہنے کا کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے، اسلئے بقول فاروق عبداللہ میں صدر ہند سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اننت ناگ پارلیمانی نشست کیلئے ہو رہے ضمنی چناؤ سے قبل ہی ریاست میں گورنر راج نافذ کردیں۔ نو منتخب ممبر پارلیمنٹ ڈاکٹر فاروق نے مسئلہ کشمیر کے حل کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس مسئلے کا پُر امن حل تلاش کرنے کیلئے بھارت اور پاکستان کے علاوہ حریت قیادت کیساتھ بھی بات کریں گے۔ ڈاکٹر فاروق کا کہنا تھا کہ وہ مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کرنے کیلئے ہندوپاک اور کشمیری مزاحمتی قیادت سمیت بھی متعلقین کیساتھ بات چیت کا سلسلہ شروع کریں گے۔ ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان مذاکراتی عمل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ان دونوں پڑوسیوں میں بات چیت کا عمل بحال کرنے کیلئے مجھ سے جتنا ہوگا میں کام کروں گا۔ اس کے علاوہ بھی مکتبہ فکر کے لوگوں کا اتحاد کرانا میرا مشن ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری قوم اس وقت مصائب اور مشکلات کے دلدل میں مبتلا ہے، ایسے میں آپسی اتحاد اور ہندو پاک مذاکرات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ گرفتار کئے گئے نوجوانوں کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے ڈاکٹر فاروق نے کہا کہ نوجوان کی پکڑ دھکڑ، مار پیٹ، خوف وہراس، توڑ پھوڑ اور چھاپہ مار کارروائیاں فوری طور پر بند ہونی چاہئیں۔ فوجی جیپ پر نوجوان کو باندھ کر دیہات میں گھمانے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ ایسے اقدامات سے جمہوری نظام کیلئے بدنما داغ ہیں اور ایسے واقعات سے ایسی آگ لگ سکتی ہے، جس پر کنٹرول پانا ناممکن ہے۔

بھارتی حکمرانوں کو "انسانیت"، "جمہوریت" اور "کشمیریت" کے کھوکھلے نعروں پر خود کوئی یقین نہیں/سیدعلی گیلانی

سرینگر/سید علی گیلانی نے چاڈورہ میں سی آر پی ایف اہلکاروں کو مقامی نوجوانوں کے ذریعے بحفاظت سڑک تک پہنچانے اور بیروہ میں ایک کشمیری نوجوان کو آرمی جیپ سے باندھنے کے واقعات کا موازانہ کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری انسانیت، جمہوریت اور اعلیٰ اخلاقی قدروں پر یقین رکھنے والی قوم ہے، جبکہ بھارت "انسانیت"، "جمہوریت" اور "کشمیریت" کے کھوکھلے نعروں کے ساتھ بدترین قسم کی ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اس ملک کے حکمرانوں کو ان نعروں پر خود کوئی یقین اور عمل نہیں ہے۔ انہوں نے بھارت کے سابق وزیر دفاع مسٹر منوہر پاریکر کے اس بیان کی نفی کی، جس میں موصوف نے مسئلہ کشمیر کو اُلجھی ہوئی پہیلی کہہ کر اس کے حل کو کافی مشکل قرار دیا ہے۔ آزادی پسند راہنما نے کہا کہ بھارتی حکمران کشمیریوں کے بنیادی اور پیدائشی حقوق کو واگزار کرائیں، تو مسئلہ کشمیر آسانی کے ساتھ حل ہوجائے گا اور یہ صرف بھارت کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے الجھا ہوا اور حل طلب ہے۔ کے این ایس کو موصولہ بیان کے مطابق تحریک حریت کے اہتمام اور "سید علی گیلانی بلڈ بینک" کے بینر تلے حیدر پورہ میں خون کے عطیے کے کیمپ کے اختتام پر خطاب کرتے ہوئے حریت (گ) چیئر مین سید علی گیلانی نے مذکورہ بلڈ بینک کے اغراض ومقاصد پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور کہا کہ یہ کسی خاص مذہب، گروہ یا جماعت کے لوگوں کے لیے مختص نہیں، بلکہ ہم اس کے ذریعے سے ہر ضرورت مند کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور بوقت ضرورت اس کو خون بہم پہنچانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ حریت راہنما نے کہا کہ آج جو خون عطیہ کرنے کا کیمپ لگایا گیا ہے، اس کی ضرورت 9/اپریل کو اس وقت محسوس ہوئی، جب الیکشن ڈرامے کے دوران 8/نوجوانوں کی شہادت کے ساتھ ساتھ 200 سے زائد افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع موصول ہوئی۔ مجھ پر اس خبر سے لرزہ طاری ہوگیا اور میں نے اپنے رفقاء کو خون جمع کرنے کے لیے کیمپ لگانے کی کی ہدایت کی، تاکہ اسپتالوں میں زیر علاج کسی زخمی کو اس سلسلے میں کوئی دقت درپیش نہ ہو۔ سید علی گیلانی نے اپنے خطاب میں ریاست کی موجودہ صورتحال پر اپنی گہری تشویش اور فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کشمیریوں کی پُر امن تحریک کو طاقت کے ذریعے سے دبانے کی اپنی پالیسی پر مُصر ہے اور اس مقصد کے لیے نہتے لوگوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

اب کیوں گریہ وزاری کرتے ہو؟ ہاں بخدا البتہ تم اس کے سزاوار ہو کہ روو زیادہ اور ہنسو کم۔ تم اپنے امام علیہ السلام کے قتل میں ملوث ہو چکے ہو اور تم اس داغ کو کبھی دھو نہیں سکتے اور بھلا تم خاتم نبوت اور معدن رسالت کے سلیل (فرزند) اور جوانان جنت کے سردار، جنگ میں اپنے پشت پناہ، مصیبت میں جائے پناہ، منار حجت اور عالم سنت کے قتل کے الزام سے کیونکر بری ہو سکتے ہو۔ لعنت ہو تم پر اور ہلاکت ہے تمہارے لئے۔ تم نے بہت ہی برے کام کا ارتکاب کیا ہے اور آخرت کے لئے بہت برا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ تمھاری کوشش رائیگاں ہوگئی اور تم برباد ہو گئے۔ تمہاری تجارت خسارے میں رہی اور تم خدا کے غضب کا شکار ہو گئے۔ تم ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوئے۔ افسوس ہے اے اہل کوفہ تم پر، کچھ جانتے بھی ہو کہ تم نے رسول خداؐ کے کس جگر گوشہ کو پارہ پارہ کر دیا؟ اور ان کا کون سا خون بہایا؟ اور ان کی کون سی ہتک حرمت کی؟ اور ان کی کن مستورات کو بے پردہ کیا؟ تم نے ایسے پست اعمال کا ارتکاب کیا ہے کہ آسمان گر پڑیں، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تم نے قتلِ امام ع کا سنگین جرم کیا ہے جو وسعت میں آسمان و زمین کے برابر ہے۔ اگر اس قدر بڑے گناہ پر آسمان سے خون برسے تو تعجب نہ کرو۔ یقیناً آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت اور رسوا کن ہوگا۔ اور اس وقت تمہاری کوئی امداد نہ کی جائے گی۔ تمہیں جو مہلت ملی ہے اس سے خوش نہ ہو کیونکہ خداوند عالم بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتا اور اسے انتقام کے فوت ہو جانے کا خدشہ نہیں ہے۔ یقیناً تمہارا خدا اپنے نافرمان بندوں کی گھات میں ہے۔

۲۔ دربار یزید میں حضرت زینب س کا خطبہ:

بسم الله الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو کائنات کا پروردگار ہے۔ اور خدا کی رحمتیں نازل ہوں پیغمبر اکرم (ص) پر اور ان کی پاکیزہ عترت و اہل بیت (ع) پر۔ اما بعد! بالآخر ان لوگوں کا انجام برا ہے جنہوں نے اپنے دامن حیات کو برائیوں کی سیاہی سے داغدار کر کے اپنے خدا کی آیات کی تکذیب کی اور آیات پروردگار کا مذاق اڑایا۔ اے یزید! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے (زمین و آسمان) تنگ کر دیئے ہیں اور کیا آلِ رسول (ص) کو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر دربدر پھرانے سے تو خدا کی بارگاہ میں سرفراز اور ہم رسوا ہوئے ہیں؟۔ کیا تیرے خیال میں ہم مظلوم ہو کر ذلیل ہو گئے اور تو ظالم بن کر سر بلند ہوا ہے؟۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پر ظلم کر کے خدا کی بارگاہ میں تجھے شان و مقام حاصل ہو گیا ہے؟۔ آج تو اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں سرمست ہے اور ناک بھوں چڑھاتا ہوا مسرت و شادمانی سے سرشار ہو کر اپنے غالب ہونے پر اترا رہا ہے۔ اور زمامداری (خلافت) کے ہمارے مسلمہ حقوق کو غصب کر کے خوشی و سرور کا جشن منانے میں مشغول ہے۔ اپنی غلط سوچ پر مغرور نہ ہو اور ذرا دم لے۔ کیا تو نے خدا کا یہ فرمان بھلا دیا ہے کہ حق کا انکار کرنے والے یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے انہیں جو مہلت دی ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ ہم نے انہیں اس لئے ڈھیل دے رکھی ہے کہ جی بھر کر اپنے گناہوں میں اضافہ کر لیں۔ اور ان کے لئے خوفناک عذاب معین و مقرر کیا جا چکا ہے۔

اے طلقاء کے بیٹے (آزاد کردہ غلاموں کی اولاد) کیا یہ تیرا انصاف ہے کہ تو نے اپنی مستورات اور لونڈیوں کو چادر اور چار دیواری کا تحفظ فراہم کر کے پردے میں رکھا ہوا ہے جبکہ رسول زادیوں کو سر برہنہ در بدر پھرا رہا ہے۔ تو نے مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ لیں اور ان کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا۔ تیرے حکم پر اشقیاء نے رسول زادیوں کو بے نقاب کر کے شہر بہ شہر پھرایا۔ تیرے حکم پر دشمنان خدا، اہل بیت رسول (ص) کی پاکدامن مستورات کو ننگے سر لوگوں کے ہجوم میں لے آئے۔ اور لوگ رسول زادیوں کے کھلے سر دیکھ کر ان کا مذاق اڑا رہے ہیں اور دور و نزدیک کے رہنے والے سب لوگ ان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ ہر شریف و کمینے کی نگاہیں ان پاک بی بیوں کے ننگے سروں پر جمی ہیں۔

آج رسول زادیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آج ان قیدی مستورات کے ساتھ ان کے مرد موجود نہیں ہیں جو ان کی سرپرستی کریں۔ آج آلِ محمد کا معین و مددگار کوئی نہیں ہے۔ اس شخص سے بھلائی کی توقع ہی کیا ہو سکتی ہے جو اس خاندان کا چشم و چراغ ہو جس کی بزرگ خاتون (یزید کی دادی) نے پاکیزہ لوگوں کے جگر چبا کر تھوک دیا۔ اور اس شخص سے انصاف کی کیا امید ہو سکتی ہے جس کا گوشت پوست شہیدوں کے خون سے بنا ہو۔ وہ شخص کس طرح ہم اہل بیت پر مظالم ڈھانے میں کمی کر سکتا ہے جو بغض و عداوت اور کینے سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ہمیں دیکھتا ہے۔ اے یزید! کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرنے اور اتنے بڑے گناہ کو انجام دینے کے باوجود فخر و مباہات کرتا ہوا یہ کہہ رہا ہے کہ آج اگر میرے اجداد موجود ہوتے تو ان کے دل باغ باغ ہو جاتے اور مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہتے

کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

اے یزید! کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تو جوانانِ جنت کے سردار حسین ابن علیؑ کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر ان کی بے ادبی کر رہا ہے۔

اے یزید، تو کیوں خوش نہ ہو اور فخر و مباہات کے قصیدے نہ پڑھے کیونکہ تو نے اپنے ظلم و استبداد کے ذریعے ہمارے دلوں کے زخموں کو گہرا کر دیا ہے اور شجرہ طیبہ کی جڑیں کاٹنے کے گھناونے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

تو نے اولاد رسول (ص) کے خون میں اپنے ہاتھ رنگین کئے ہیں۔ تو نے عبدالمطلب کے خاندان کے ان نوجوانوں کو تہہ تیغ کیا ہے جن کی عظمت و کردار کے درخشندہ ستارے زمین کے گوشے گوشے کو منور کیے ہوئے ہیں۔ آج تو آلِ رسول کو قتل کر کے اپنے بدنہاد (برے) اسلاف کو پکار کر انہیں اپنی فتح کے گیت سنانے میں منہمک ہے۔ تو عنقریب اپنے ان کافر بزرگوں کے ساتھ جا ملے گا اور اُس وقت اپنی گفتار و کردار پر پشیمان ہو کر یہ آرزو کرے گا کہ کاش میرے ہاتھ شل ہو جاتے اور میری زبان بولنے سے عاجز ہوتی اور میں نے جو کچھ کیا اور کہا اس سے میں باز رہتا۔

اس کے بعد حضرت زینب (س) نے آسمان کی طرف منہ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی!

اے ہمارے کردگار حق، تو ہمارا حق ان ظالموں سے ہمیں دلا دے اور تو ہمارے حق کا بدلہ ان سے لے۔

اے پردگار تو ہی ان ستمگروں سے ہمارا انتقام لے۔ اور اے خدا تو ہی ان پر اپنا غضب نازل فرما جس نے ہمارے عزیزوں کو خون میں نہلایا اور ہمارے مددگاروں کو تہہ تیغ کر دیا۔

> اے یزید! تو نے جو ظلم کیا ھے اپنے ساتھ کیا ھے. تو نے کسی کی نھیں بلکه اپنی ھی کھال چاک کی ھے. اور تو نے کسی کا نھیں بلکه اپنا ھی گوشت کاٹا ھے. تو رسولِ خدا (ص) کے سامنے ایک مجرم کی صورت میں لایا جائے گا اور تجھ سے تیرے اس گھناونے جرم کی باز پرس ھو گی که تو نے اولادِ رسول کا خونِ ناحق کیوں بھایا اور رسول زادیوں کو کیوں دربدر پھرایا. نیز رسول (ص) کے جگر پاروں کے ساتھ ظلم کیوں روا رکھا۔

اے یزید! تو نے جو ظلم کیا ہے اپنے ساتھ کیا ہے۔ تو نے کسی کی نہیں بلکہ اپنی ہی کھال چاک کی ہے۔ اور تو نے کسی کا نہیں بلکہ اپنا ہی گوشت کاٹا ہے۔ تو رسولِ خدا (ص) کے سامنے ایک مجرم کی صورت میں لایا جائے گا اور تجھ سے تیرے اس گھناونے جرم کی باز پرس ہوگی کہ تو نے اولادِ رسول کا خونِ ناحق کیوں بہایا اور رسول زادیوں کو کیوں در بدر پھرایا۔ نیز رسول (ص) کے جگر پاروں کے ساتھ ظلم کیوں روا رکھا۔

اے یزید! یاد رکھ کہ خدا، آلِ رسول (ص) کا تجھ سے انتقام لے کر ان مظلوموں کا حق انہیں دلائے گا۔ اور انہیں امن و سکون کی نعمت سے مالا مال کر دے گا۔ خدا کا فرمان ہے کہ تم گمان نہ کرو کہ جو لوگ راہِ خدا میں مارے گئے وہ مر مٹ چکے ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے اور بارگاہِ الٰہی سے روزی پا رہے ہیں۔

اے یزید! یاد رکھ کہ تو نے جو ظلم آلِ محمد (ص) پر ڈھائے ہیں اس پر رسول خداؐ عدالتِ الٰہی میں تیرے خلاف شکایت کریں گے۔ اور جبرائیلِ امین آلِ رسول کی گواہی دیں گے۔ پھر خدا اپنے عدل و انصاف کے ذریعے تجھے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور یہی بات تیرے برے انجام کے لئے کافی ہے۔

عنقریب وہ لوگ بھی اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے جنہوں نے تیرے لئے ظلم و استبداد کی بنیادیں مضبوط کیں اور تیری آمرانہ سلطنت کی بساط بچھا کر تجھے اہل اسلام پر مسلط کر دیا۔ ان لوگوں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ستمگروں کا انجام برا ہوتا ہے اور کس کے ساتھی ناتوانی کا شکار ہیں۔

اے یزید! یہ گردش ایام اور حوادث روزگار کا اثر ہے کہ مجھے تجھ جیسے بدنہاد [برے انسان] سے ہمکلام ہونا پڑا ہے اور میں تجھ جیسے ظالم و ستمگر سے گفتگو کر رہی ہوں۔ لیکن یاد رکھ میری نظر میں تو ایک نہایت پست اور گھٹیا شخص ہے جس سے کلام کرنا بھی شریفوں کی توہین ہے۔ میری اس جرآت سخن پر تو مجھے اپنے ستم کا نشانہ ہی کیوں نہ بنا دے لیکن میں اسے ایک عظیم امتحان اور آزمائش سمجھتے ہوئے صبر و استقامت اختیار کروں گی اور تیری بدکلامی و بدسلوکی میرے عزم و استقامت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

اے یزید! آج ہماری آنکھیں اشکبار ہیں اور سینوں میں آتش غم کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ شیطان کے ہمنواؤں اور بدنام لوگوں نے رحمان کے سپاہیوں اور پاکباز لوگوں کو تہہ تیغ کر ڈالا ہے۔ اور ابھی تک اس شیطانی ٹولے کے ہاتھوں سے ہمارے پاک خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ ان کے ناپاک دہن ہمارا گوشت چبانے میں مصروف ہیں اور صحرا کے بھیڑئے ان پاکباز شہیدوں کی مظلوم لاشوں کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور جنگل کے نجس درندے ان پاکیزہ جسموں کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔

اے یزید! اگر آج تو ہماری مظلومیت پر خوش ہو رہا ہے اور اسے اپنے دل کی تسکین کا باعث سمجھ رہا ہے تو یاد رکھ کہ جب قیامت کے دن اپنی بدکرداری کی سزا پائے گا تو اس کا برداشت کرنا تیرے بس سے باہر ہوگا۔ خدا عادل ہے اور وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ہم اپنی مظلومیت اپنے خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ہر حال میں اسی کی عنایات اور عدل و انصاف پر ہمارا بھروسہ ہے۔

اے یزید! تو جتنا چاہے مکر و فریب کر لے اور بھرپور کوشش کر کے دیکھ لے مگر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تو نہ تو ہماری یاد لوگوں کے دلوں سے مٹا سکتا ہے اور نہ ہی وحی الٰہی کے پاکیزہ آثار محو کر سکتا ہے۔

تو یہ خیال خام اپنے دل سے نکال دے کہ ظاہر سازی کے ذریعے ہماری شان و منزلت کو پا لے گا۔ تو نے جس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا بدنما داغ اپنے دامن سے نہیں دھو پائے گا۔ تیرا نظریہ نہایت کمزور اور گھٹیا ہے۔ تری حکومت میں گنتی کے چند دن باقی ہیں۔ تیرے سب ساتھی تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ تیرے پاس اس دن کے لئے حسرت و پریشانی کے سوا کچھ بھی نہیں بچے گا۔ جب منادی ندا کرے گا کہ ظالم و ستمگر لوگوں کے لئے خدا کی لعنت ہے۔

ہم خدائے قدوس کی بارگاہ میں سپاس گزار ہیں کہ ہمارے خاندان کے پہلے فرد حضرت محمد مصطفیٰؐ کو سعادت و مغفرت سے بہرہ مند فرمایا اور ہمارے آخر (امام حسین علیہ السلام) کو شہادت و رحمت کی نعمتوں سے نوازا۔ ہم بارگاہِ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شہیدوں کے ثواب و اجر میں اضافہ و تکمیل فرمائے اور ہم باقی سب افراد کو اپنی عنایتوں سے نوازے، بے شک خدا ہی رحم و رحمت کرنے والا اور حقیقی معنوں میں مہربان ہے۔ خدا کی عنایتوں کے سوا ہمیں کچھ مطلوب نہیں اور ہمیں صرف اور صرف اسی کی ذات پر بھروسہ ہے اس لئے کہ اس سے بہتر کوئی سہارا نہیں ہے۔ (بشکریہ البلاغ میڈیا)

شریکۃ الحسین

حضرت سیدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا؟

تحریر :مرضیہ زینب

جب ہر طرف مکمل خاموشی چھا گئی تو امّ المصائب نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ سب تعریفیں خداوند ذوالجلال والاکرام کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآل وسلم پر اور ان کی طیب و طاہر اور نیک و پاک اولاد پر۔ امابعد! اے اہلِ کوفہ! اے اہل فریب و مکر! کیا اب تم روتے ہو؟ خدا کرے تمہارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں اور تمھاری آہ وفغان کبھی بند نہ ہو۔ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس نے بڑی محنت و جانفشانی سے محکم ڈوری بانٹی اور پھر خود ہی اسے کھول دیا اور اپنی محنت پر پانی پھیر دیا تم منافقانہ طور پر ایسی جھوٹی قسمیں کھاتے ہو جن میں کوئی صداقت نہیں۔ تم جتنے بھی ہو، سب کے سب بیہودہ گو، ڈینگ مارنے والے، پیکر فسق و فجور اور فسادی، کینہ پرور اور لونڈیوں کی طرح جھوٹے چاپلوس اور دشمنی کے غماز ہو۔ تمھاری مثال کثافت [گندگی] پر اگنے والے سبزے یا اس چاندی جیسی ہے جو دفن شدہ عورت (کی قبر) پر رکھی جائے۔

حضرت زینب علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بیٹی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآل وسلم کی نواسی ہیں۔ آپ نہایت ہی بافضیلت خاتون تھیں۔ اس کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام علی زین العابدینؑ آپ کو عالمہ غیر معلّمہ (ایسی عالمہ جس نے کسی سے اکتساب علم نہیں کیا) کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ کے کمالات صرف علم تک ہی محدود نہیں بلکہ زندگی کے مختلف حصوں میں آپ کی شخصیت کے مختلف پہلو منظر عام پر آئے۔ جیسا کہ ہم کربلا اور اس کے بعد والے واقعات میں آپ کی شجاعت اور فن خطابت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس مضمون میں ہم آپ کی زندگی پر ایک مختصر نظر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

آپ کی ولادت: حضرت زینب (س) کی تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے معتبر ترین روایت کے مطابق آپ کی ولادت ۵ جمادی الاول سن ۶ ہجری کو مدینہ میں ہوئی۔

آپ کی وفات: 15 رجب المرجب سنہ 63 ھجری میں ہوئی۔

آپ کیلئے نام کا انتخاب: روایات میں ملتا ہے کہ جب حضرت زینب (س) پیدا ہوئیں تو پیغمبر اکرم (ص) مدینہ میں نہیں تھے۔ لہذا حضرت فاطمہ (س) نے امام علی (ع) کو کہا کہ آپ اس بچی کیلئے کوئی نام انتخاب کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول خدا (س) کے واپس آنے کا انتظار کرلیا جائے۔ جب پیغمبر اکرم (ص) سفر سے واپس آئے تو حضرت علی (ع) نے انہیں یہ خوشخبری سناتے ہوئے کہا کہ اس بچی کا نام آپ انتخاب کریں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کا نام خدا انتخاب کرے گا۔ اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا کہ "خدا نے اس بچی کا نام زینب رکھا ہے"۔

رسول خداؐ کا گریہ کرنا: جب رسول خدا (ص) حضرت زینب (ص) کی ولادت کے موقع پر علی و فاطمہ (علیہم السلام) کے گھر تشریف لائے تو آپ نے نومولود بچی کو اپنی آغوش میں لیا۔ اس کو پیار کیا اور سینے سے لگایا۔ اس دوران علی و فاطمہ نے دیکھا کہ رسول خداؐ اونچی آواز سے گریہ کررہے ہیں۔ جناب فاطمہ (س) نے آپ (ص) سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: "بیٹی، میری اور تمہاری وفات کے بعد اس پر بہت زیادہ مصیبتیں آئیں گی"۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے القاب: تاریخی کتابوں میں آپ کے ذکر شدہ القاب کی تعداد تقریباً 61 ہے۔ ان میں سے کچھ مشہور القاب درج ذیل ہیں:

۱- عالمہ غیر معلّمہ، ۲- نائب الزہراء، ۳- عقیلہ بنی ہاشم، ۴- نائب الحسین، ۵- صدیقہ صغریٰ، ۶- محدثہ، ۷- زاہدہ، ۸- فاضلہ، ۹- شریکۃ الحسین، ۱۰- راضیہ بالقدر والقضاء

حضرت زینب (س) کا بچپن اور تربیت: انسان کی زندگی کا اہم ترین زمانہ اس کے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی شخصیت کا قابل توجہ حصہ اس دور میں معرض وجود میں آتا ہے۔ اس سے بھی اہم وہ افراد ہوتے ہیں جو اس کی تربیت میں موثر واقع ہوتے ہیں۔

حضرت زینب (س) کی خوش قسمتی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی تربیت کرنے والی خاتون سیدہ نساء العالمین حضرت فاطمہ (س) ہیں اور آپ امام علیؑ جیسے باپ کی زیر نگرانی پرورش پاتی ہیں۔ اس کے علاوہ پیغمبر اکرم (ص)، جو تمام انسانوں کیلئے "اسوہ حسنہ" ہیں، نانا کی حیثیت سے آپ کے پاس موجود ہیں۔ لہذا یہ آپ کے افتخارات میں سے ہے کہ آپ نے رسول خداؐ، امام علیؑ اور فاطمہ زہرا (س) جیسی بے مثال شخصیات کی سرپرستی میں پرورش پائی۔

حضرت زینب س کی شادی: آپ کی شادی ۱۷ ہجری میں آپ کے چچازاد عبداللہ ابن جعفر ابن ابیطالب سے ہوئی۔ عبداللہ حضرت جعفر طیار کے فرزند تھے اور بنی ہاشم کے کمالات سے آراستہ تھے۔ آپ کے چار فرزند تھے جنکے نام محمد، عون، جعفر اور ام کلثوم ہیں۔

حضرت زینب (س) واقعہ کربلا کے بعد: کربلا کا واقعہ انسانی تاریخ میں ایک بے مثال واقعہ ہے۔ لہذا اس کو تشکیل دینے والی شخصیات بھی ایک منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔ امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے ایک مقدس اور اعلیٰ ہدف کی خاطر یہ عظیم قربانی دی۔ لیکن اگر حضرت زینب (س) اس عظیم واقعے کو زندہ رکھنے میں اپنا کردار ادا نہیں کرتیں تو بلاشک وہ تمام زحمتیں ضائع ہو جاتیں۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ہم آج شہداء کربلا کے پیغام سے آگاہ ہیں اور ان کی اس عظیم قربانی کے مقصد کو درک کرتے ہیں تو یہ سب حضرت زینب (س) کی مجاہدت اور شجاعانہ انداز میں اس پیغام کو دنیا والوں تک پہنچانے کا نتیجہ ہے۔ شاید اسی وجہ سے انہیں "شریکۃ الحسین" کا لقب دیا گیا ہے۔

اگر امام حسین (ع) اور انکے ساتھیوں نے اپنی تلواروں کے ذریعے خدا کے رستے میں جہاد کیا تو حضرت زینب (س) نے اپنے کلام کے ذریعے اس جہاد کو اپنی آخری منزل تک پہنچایا۔

کربلا میں سرور شہیدان امام حسینؑ اور انکے ساتھیوں کو شہید کرنے کے بعد دشمن یہ سوچ رہا تھا کہ اس کو ایک بے نظیر فتح نصیب ہوئی ہے اور اسکے مخالفین کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگیا ہے۔ لیکن حضرت زینب (س) کے پہلے ہی خطبے کے بعد اس کا یہ وہم دور ہوگیا اور وہ یہ جان گیا کہ یہ تو اسکی ہمیشہ کیلئے نابودی کا آغاز ہے۔

حضرت زینب کے خطبات:

حضرت زینب کے خطبات میں ان کے والد امام علیؑ کی فصاحت اور بلاغت کی جھلک نظر آتی ہے۔ لہذا جس طرح امیر المومنین علیؑ کے کلام کو بزرگ علماء نے قیمتی موتیوں کی طرح جمع کیا ہے اسی طرح حضرت زینب (س) کے خطبات کو بھی بڑے بڑے محققین اور تاریخ دانوں نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔ ان میں مرحوم محمد باقر مجلسی کی کتاب "بحارالانوا"، مرحوم ابومنصور احمد ابن علی طبرسی کی کتاب "احتجاج"، شیخ مفید رہ کی کتاب "امالی" اور احمد ابن ابی طاہر کی کتاب "بلاغات النساء" شامل ہیں۔

۱- بازار کوفہ میں حضرت زینب (س) کا خطبہ:

کوفہ کے زن و مرد جو ہزاروں کی تعداد میں یہ نظارہ دیکھنے کے لئے وہاں جمع تھے آل رسول کو اس تباہ حالت میں دیکھ کر زار و قطار رونے لگے۔ امام زین العابدین نے نحیف و نزار آواز کے ساتھ فرمایا: "**تنوحون وتبکون من ذاالذی قتلنا**" اے کوفہ والو! یہ تو بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟

اسی اثناء میں ایک کوفی عورت نے چھت سے جھانک کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کس قوم اور قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا: "**نحن اساری آل محمد**"۔ ہم خاندانِ نبوت کے اسیر ہیں۔ یہ سن کر وہ نیک بخت عورت نیچے اتری اور کچھ برقعے اور چادریں اکٹھی کرکے ان کی خدمت میں پیش کیں۔

اس وقت عقیلہ بنی ہاشم حضرت زینب (س) نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ لوگوں کی آہ و زاری اور شور کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ لیکن راوی بتاتے ہیں کہ جونہی شیر خدا کی بیٹی نے لوگوں کو ارشاد کیا کہ "**انصتوا**" (خاموش ہوجاو)، تو کیفیت یہ تھی کہ "**ارتدت الانفاس و سکنت الاجراس**"، آتے ہوئے سانس رک گئے اور جرس کارواں کی آوازیں خاموش ہوگئیں۔ اس کے بعد دختر علی نے خطبہ شروع کیا تو لوگوں کو حضرت علیؑ کا لب ولہجہ یاد آگیا۔

جب ہر طرف مکمل خاموشی چھا گئی تو امّ المصائب نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"سب تعریفیں خداوند ذوالجلال والاکرام کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآل وسلم پر اور ان کی طیب و طاہر اور نیک و پاک اولاد پر۔ اما بعد! اے اہلِ کوفہ! اے اہل فریب و مکر! کیا اب تم روتے ہو؟ خدا کرے تمھارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں اور تمھاری آہ وفغان کبھی بند نہ ہو۔ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس نے بڑی محنت و جانفشانی سے محکم ڈوری بانٹی اور پھر خود ہی اسے کھول دیا اور اپنی محنت پر پانی پھیر دیا تم منافقانہ طور پر ایسی جھوٹی قسمیں کھاتے ہو جن میں کوئی صداقت نہیں۔ تم جتنے بھی ہو، سب کے سب بیہودہ گو، ڈینگ مارنے والے، پیکر فسق و فجور اور فسادی، کینہ پرور اور لونڈیوں کی طرح جھوٹے چاپلوس اور دشمنی کے غماز ہو۔ تمھاری مثال کثافت [گندگی] پر اگنے والے سبزے یا اس چاندی جیسی ہے جو دفن شدہ عورت (کی قبر) پر رکھی جائے۔

آگاہ رہو! تم نے بہت ہی برے اعمال کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے خداوند عالم تم پر غضب ناک ہے۔ اس لئے تم اس کے ابدی عذاب و عتاب میں گرفتار ہو گئے۔

(جاری صفحہ 4 پر)

Zeinab's (S.A) role during Ashura is proof that women held key roles in History: Ayatollah Syed Ali Khamanei

She is a role model for all great men and women in the world. She presented a deep analysis of the problems facing the revolution started by the Holy Prophet (SAWW.) and Imam Ali (AS).Her words to Yazid "You could not distinguish between right and wrong in the Fitna.

WILAYAT TIMES

Zeinab al-Kubra (s.a.) is a prominent role model in history and shows the significance of a woman's presence in one of the most important events in human history. Blood gained a victory over the sword on the day of Ashura, and Zeinab al-Kubra (s.a.) was the cause of that victory. This was because the forces of righteousness were apparently defeated in a military fight in Karbala, but Zeinab al-Kubra's (s.a.) behavior was the factor that turned this apparent defeat into a permanent and decisive victory. That victory was due to the role she played after the day of Ashura. That is a very important point. The event proved that women are not on the periphery of history. It proved that women can have a central role in important historical events. This has been pointed out in several places in the Holy Quran as well. But Zeinab al-Kubra (s.a.) is a recent example and does not belong to ancient times. The story of her life is a tangible event. She played a brilliant role, making the enemies - who had apparently won the battle and slain all their opponents - feel humiliated in their own base. She branded them with permanent disgrace and turned their victory into a defeat. That was what Zeinab al-Kubra (s.a.) did. She proved that it is possible to turn feminine morality and modesty into glory and a great jihad.

The greatness of Zeinab al-Kubra's (s.a.) movement is reflected in what is left of her sermons. Her unforgettable sermon in Kufa's marketplace was not just an ordinary speech. It was not just the personal opinion of an important figure. Her sermon was a great and beautifully-worded analysis of the Islamic community's situation at that time. The sermon included the most profound Islamic concepts. See how strong her character was. Her brother - her Imam and leader - had been martyred in a desert just two days before. Her dear ones, her children, and many other people had been martyred. She and tens of other women and children were taken captive on the same day. They were paraded in different places. Some of the people who were watching them were cheerful and some were shedding tears. Zeinab (s.a.) suddenly started her great mission in that critical situation. She spoke like her father did when he was delivering a sermon to his people during his rule. She spoke with the same tone. She spoke using the same kind of words Imam Ali (a.s.) would use. She was equally eloquent and precise, and her words were equally profound. "O plotters and pretenders, maybe you yourselves were starting to believe that you were following Islam and the Holy Prophet's household, but you failed miserably in the test. You proved to be blind in the fitna. Do you pledge allegiance while you are planning a conspiracy? You can do nothing but engage in shifting allegiance, hypocrisy, flattery, self-humiliation, and empty talk. Your actions were different from your words. You became arrogant and wrongly thought that you were pious. You thought you were still revolutionary. You thought you were still the followers of the Commander of the Faithful. But the truth was something else. You were not able to deal with the fitna. You were not able to save yourselves. You ruined everything you had done before. Because of your lack of insight, your lack of knowledge of the situation, and your inability to distinguish right from wrong, you ruined everything you had built. You look faithful and you keep making revolutionary claims, but deep down you are empty and weak." Zeinab al-Kubra (s.a.) presented a deep analysis of her society's pathologies.

She spoke firmly and eloquently in that difficult situation. It was not the case that she had an audience sitting in front of her and listening in silence. She was not speaking the way an orator would speak to his audience. She was surrounded by the enemies, holding spears in their hands. There were also some ordinary people there - the same people who gave up Moslem to Ibn Ziad, the same people who wrote letters to Imam Hussein and then broke their allegiance to him, the same people who hid in their homes exactly when they were supposed to stand up to Ibn Ziad. Among the people there were also some individuals who were not courageous enough to do what they should have done, and they were watching Imam Ali's daughter in tears on that day. Zeinab al-Kubra (s.a.) was faced with this motley and unreliable crowd, yet she spoke in a firm manner. She was an exemplary woman in history. Such women cannot be considered weak. This faithful feminine nature may reveal itself in difficult conditions. She is a role model for all great men and women in the world. She presented a deep analysis of the problems facing the revolution started by the Holy Prophet (s.w.a.) and Imam Ali (a.s.). She said, "You could not distinguish between right and wrong in the fitna. You were unable to fulfill your duty. As a result, they severed the head of the Holy Prophet's (s.w.a.) grandson and put it on a spear." We can understand the greatness of her character when we consider such things. *Apr 21, 2010*

www.wilayattimes.com

Reasons behind Disunity among Muslims

"Islam is a body we are its parts,may be one part gets injured,another should heal rather than spraying salty water."

By: Saif Ali Budgami

Today, the primary cause of bloodshed in the Islamic world is the conflict among Muslims. Contrary to the very spirit of the Holy Quran, some of our Muslim brothers have come to regard one another as enemies. Based solely on this perverse belief, they consider themselves as justified in killing one another and shedding the blood of one another.

Yet the oppression and slaughter of Muslims in every part of the world could end right away with the establishment of a union of Islamic countries. In this union, while member states' independence and national borders are preserved, they can be united under a shared Islamic culture, and develop common policies for betterment.

Today, however, because of the largely sectarian disputes, Muslims remain disintegrated, merely watching the persecution going on from a distance.

Islam is a body we are its parts,may be one part gets injured,another should heal rather than spraying salty water.

In the Quran, Almighty Allah commands all Muslims to be united, and to join forces for an intellectual struggle against oppression in this world. Despite this clear obligation, however, Muslims fail to fulfill this important command because of the ongoing conflicts and disagreements among themselves. Our Divine Book is the Holy Quran; and Allah reveals everything that He has made unlawful and lawful for His servants in the Quran. According to the Quran, Muslims are brothers, and any sort of quarrel and dissension among brothers are unacceptable.

Islam stresses what unites people, and not what causes division.There is co-existence, collaboration and opting for the common ground for the sake of the good of humanity, and not separation, self-righteousness, and self-interests.

Focusing on discrepancies and differences among the different Islamic schools would deliver no positive results for any individual in the Islamic world. The good of the Islamic world lies in the spirit of unity and solidarity' which is set forth in the Quran.

Obey Allah and his Messenger and do not quarrel among yourselves lest you lose heart and your momentum disappear. And be steadfast. Allah is with the steadfast.

(The Quran 8:46)

In the Islamic world the tendency to blame the West for the troubles and policies afflicting Muslims is prevalent, the real blame in my opinion however, lies with the Muslim world that is unable to escape the trap of disunity.

Establishing the unity, as Allah commands in the Quran, and living by the real conception of Islam revealed in it will quickly disperse the dark clouds over the Islamic world. This is the recipe Allah shows us in the Quran. If the Islamic world does not make an alliance within itself, Allah informs us that there would be mischief and turmoil in the land.

(The Quran 8 :73)

The main accomplishment of the Islamic world would be to disallow any conflict among schools or races, and meet on the common ground. This unity will be the means by which the beauty of Islam will spread to the entire region. This unity will ensure the solution to internal problems and prevention of other countries intervening in the internal affairs of Muslims. Furthermore this unity will be the means by which all the conflicts among various schools as well as civil wars and seemingly unceasing turmoil will come to an end.

In the good morals of Islam, one hand does not compete with another, one eye does not criticize the other, the tongue does not object to the ear, the heart does not divulge the error of the soul; on the contrary, all these complement and cover their deficiencies to provide for all their needs.

In brief ,the rights of the entire Islamic world will be preserved, all discrimination, unjust practices and oppression will end, and an amazingly mighty political, social and economic power will arise.

There are different cultures and traditions in the Islamic world. This is perfectly normal. However without making it a matter of dissension, it is important to bring these differences together in a unity of belief and pluralistic solidarity.According to the Islamic moral values Muslims must always keep in mind that they are brothers. And their race, language, nation or school does not alter this fact. Therefore, differences within the Islamic world must be regarded as sources of wealth. These differences must not be rendered into causes of division and conflict that lead Muslims to fall out with one another.

More often a real representative of Prophet Mohammad (SAWW),must represent himself a Muslim rather than tagging himself the terms the enemy is finding out to divide and rule.

Unity of Muslims is essential for the good of each Muslim in this world. In the absence of unity, the Muslim world is merely setting itself up to be torn.

"United we stand divided we fall".

Author hails from Budgam Kashmir is the M.A Political Science Student and Perusing Convergent Journalism.

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Asst.Editor:M.Afzal Bhat;
R.N.I No:JKBIL/2015/63427; Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar Kashmir 190001 (J&K)
Printed at:Kashmir Images Printing and Publishing House Srinagar.
Contact:+91-9419001884;+91-8494001884;Email:editorwilayattimes@Gmail.com;Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication

Srinagar

WILAYAT TIMES

Weekly

سوز عشق از دانش حاضر مجوی
کیفِ حق از جام این کافر مجوی

دور حاضر کے علوم وفنون میں سوزحق کی جستجو نہ کر۔
حق کے سرور کی اس کافر کے جام سے توقع مت رکھ

But do not seek the glow of Love from the knowledge of today,Do not seek the nature of Truth from this infidel`s cup!

www.wilayattimes.com

Vol:03 | Issue:07 | Pages:08 | 17th April to 23rd April 2017 | Rs.5/-

Soldiers tied man with army jeep as HUMAN SHIELD in Kashmir

All this while, I thought I would be killed:Farooq Ahmad Dar,Army call for Probe

Srinagar:It was a sunny Sunday morning in Beerwah region of Central Kashmir. The morning chill had just dissipated in the sunshine and Farooq Ahmad Dar was on his way to his sister's house as there had been a death in the house.The 26-year-old had spent his morning queuing up outside a polling booth in Arizal's Chill Bras area for the Srinagar Lok Sabha bypolls, defying a separatist boycott call that contributed to the lowest turnout in almost three decades.But within minutes, Dar says his life was turned upside down. He claims he was pulled from his motorcycle by army personnel, tied to the front of a jeep and driven around from village to village for hours – a purported video of which has gone viral on social media and triggered nationwide outrage.Dar says he has bruises on his body from the army's apparent thrashing but appears more affected by the trauma of the alleged incident."I was tied up at 10 in the morning and taken off the jeep at around 5.30. God knows how many kilometers they travelled with me tied in the front," he tells HT, pointing at a torn pheran muddied with many stains."All this while, I thought I would be killed."

Former Chief Minister of Jammu and Kashmir Omar Abdullah posted a video and a picture of Indian Army personnel allegedly using youth as human shield on their vehicles to protect themselves from stone pelters.The purported video has since become the headline of mounting hostility between the security personnel and the army, which is accused of committing human rights excesses in the border state.The army has ordered an inquiry and sources claim Dar was part of a stone pelting mob that attacked the personnel. But Dar says he was peaceful and had just got down from his motorcycle to check on a few women protesting at Utligam.

"Please check my name in the list of voters, if I voted for democracy, why would I stop others from voting and pelt stones?" says Dar, a shawl artisan who says he voted at booth number 90 in Chill village and showed the indelible ink mark to security personnel.He says the video – which forced chief minister Mehbooba Mufti to ask for a report and drew condemnation from former CM Omar Abdullah – was shot at Gundipora, a few kilometers from where he was allegedly arrested.He says he was alone on his motorcycle while his brother and neighbor were on another motorbike.His brother Fayaz Ahmad Dar says the family went to the army camp to seek his release. "He could have been killed by the army, hit by a stray bullet or even a stone," Fayaz said.Dar says he was let off around 7.30pm, when the village head and other elders visited the Rashtriya Rifles camp."We are poor people and Kashmiris. Whether we vote or note, whether we are pro-Azadi or anti-azadi, for them (security forces), we are the same," says Dar."It will be an experience I will never forget."Leaders from pro freedom and sepratist camp condemned the action as termed as a clear cut example of barbarism .(HT)